سورۃ الانفال

آیات ۳۸ - ۴۴

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٤٠﴾
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ
يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ
الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ
اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ ﴿٤٢﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ
لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ
الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ ع

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا - آپ کہہ دیجیے ان سے جنھوں نے کفر کیا

اِنْ يَّنْتَهُوْا - (کہ) اگر وہ باز آجائیں

اِنْتَهَى يَنْتَهِي ، اِنْتِهَاءً - رکنا، باز آنا (IV)

يُغْفَرْ لَهُمْ - تو معاف کر دیا جائے گا ان کے لیے

مَّا قَدْ سَلَفَ - اس کو جو گزرا ہے

سَلَف - گُذشتہ یا گُزرا ہوا، پہلے، قدیم

وَاِنْ يَّعُوْدُوْا - اور اگر وہ پھر کریں گے (لڑائی)

عَادَ يَعُوْدُ ، عَوْدًا - دوبارہ کرنا

فَقَدْ مَضَتْ - تو یقیناً گزر چکا ہے

مَضَى يَمْضِي ، مُضِيًّا - گزر جانا

اردو میں : ماضی

سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ - اگلے لوگوں کا طریقہ

سُنت - روش، دستور، رواج، طریقہ، قانون (اسلامہ شریعت میں آپ ﷺ کا قول یا فرمان)

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى - اور جنگ کرو ان سے یہاں تک کہ

لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ - نہ رہے کوئی فتنہ (تشدّد - persecution)

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٤٠﴾

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ - اور ہو جائے نظام حیات

دِین - زندگی گزارنے کا طریقہ، نظامِ حیات

قرآن میں دین کے دیگر ۳ معنی : (۱) اطاعت و بندگی، (۲) حاکمیت و اقتدارِ اعلیٰ، (۳) محاسبہ، فیصلہ اور جزا و سزا

ایک پورا نظامِ زندگی اور مکمل ضابطۂ حیات جس میں ایک ہستی یا ادارے کو مطاع، مقنن (Law Giver) اور حاکمِ مطلق (Sovereign) مان کر اس کی جزا کی امید اور سزا کے خوف سے اس کے عطا کردہ قانون اور ضابطے کے مطابق اس ہستی (یا ادارے) کی کامل اطاعت کرتے ہوئے زندگی بسر کی جائے

كُلُّهٗ لِلّٰهِ - اس کا کل اللہ کے لیے

فَاِنِ انْتَهَوْا - پھر اگر وہ باز آ جائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ - تو بیشک اللہ

بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ - اس کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا - اور اگر وہ رو گردانی کریں تو جان لو

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ - کہ اللہ تمہارا کارساز ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰى - کیا ہی اچھا کارساز ہے

نِعم - اچھا (حرفِ مَدح)

بِئْسَ - اس کے مقابل حرفِ ذَمّ

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ - اور کیا ہی اچھا مددگار ہے

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ
قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اے نبیؐ، ان کافروں سے کہو کہ اگر اب بھی باز آ جائیں تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اس سے در گزر کر لیا جائے گا، لیکن اگر یہ اسی پچھلی روش کا اعادہ کریں گے تو گزشتہ قوموں کے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے وہ سب کو معلوم ہے - اے ایمان لانے والو، ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے پھر اگر وہ فتنہ سے رُک جائیں تو ان کے اعمال کا دیکھنے والا اللہ ہے، اور اگر وہ نہ مانیں تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہترین حامی و مددگار ہے

[O Prophet!] Tell the unbelievers that if they desist from evil, their past shall be forgiven and if they revert to their past ways, then it is well known what happened with the people of the past. And fight against them until the mischief ends and the way prescribed by the whole of it–prevail Then, if they give up mischief, surely Allah sees what they do. But if they turn away, then know well that Allah is your Protector - an excellent Protector and an excellent Helper.

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

مسلمانوں کی جنگ کا مقصد

- اسلام میں جنگ کے جواز اور مقصد کے حوالے سے یہ ایک بہت اہم آیتِ کریمہ ہے
- یہ اسلام کا منفرد اعزاز ہے کہ اس نے جنگ وجہاد کے واضح مقاصد متعین کیے اور اس کے آداب واصول مرتب کیے اور بلاجواز قتل وخون ریزی کو سنگین جرم قرار دیا

(ان قوانینِ جنگ میں اطاعت امیر، معاہدات کی پاسداری ، غیر حربی افراد اور اسیران جنگ کے قتل کی ممانعت، لاشوں کی بے حرمتی کی ممانعت، لوٹ کھسوٹ کی ممانعت، انسانی وسائل کو نقصان پہنچانے کی ممانعت، تباہی و بربادی کی ممانعت ، عصمت دری کی ممانعت، انتقامی کارروائی کی ممانعت، اذیتیں دے کر ہلاک کرنے کی ممانعت، عام افراد کی پردہ داری کی تاکید، صلح وامن کی عمومی ترغیب، پناہ چاہنے والوں کو پناہ دینے کی تاکید ...)

- یہاں جنگ کرنے کا مقصد بتایا گیا ہے- (اس کے ایک مثبت جز کے ساتھ اور دوسرا سلبی جز کے ساتھ)
- جنگ کا ایک مقصد (سلبی جز) یہ ہے کہ اگر انسانی معاشرے میں کہیں فتنہ و فساد برپا ہے تو اس کے خاتمے کے لیے جنگ کی جائے- اب سوال یہ ہے کہ یہ فتنہ و فساد کیا ہے؟

قرآنِ حکیم کے مطالعے سے اس فتنہ سے مراد جو جنگ کا جواز بتایا گیا ہے Persecution ہے، لوگوں کی جان مال، اِن کی عزت و ناموس کا محفوظ نہ ہونا، انہیں خدائے واحد کی عبادت سے روکنا، انہیں ظلم و تعدی کا سامنا کرنا، قتل و غارتگری کا ہونا- یہ سب عوامل معاشرے میں فساد، انارکی اور وسیع تر فتنے کا باعث بنتے ہیں

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

- فتنہ و فساد (Persecution) کے ان عوامل کی خاتمے کے لیے جنگ کی اجازت دی گئ ہے، اس لیے کہ یہ معاشرے میں ایک وسیع بدامنی، استحصال، انسانی جان ومال کو شدید خطرات، ممکنہ قتلِ عام کا سبب بنتے ہیں۔ اس بات کو سورۃ البقرۃ میں اس سے پہلے بیان کیا چکا ہے، وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (190) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے قتال کرو، جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے، جہاں کبھی تمہارا ان سے مقابلہ ہو، تم ان سے لڑو، اور جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، تم بھی ان کو وہاں سے نکالو (اس لئے کہ قتل اگرچہ برا فعل ہے؛ مگر) فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے
- **جنگ کا دوسرا مقصد (ایجابی جز)** یہ ہے کہ دین بالکل اللہ کے لیے ہو جائے، اس سے مراد ہے غلبہ دین ہے یعنی اسلام جزیرہ عرب کی حد تک ایک غالب قوت بن جائے کیونکہ اس کے بغیر نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد اولیٰ بھی پورا نہیں ہوتا تھا، اللہ کا گھر، ابراہیم علیہ السلام کی وراثت (Legacy)، استحصالی قوتوں کے قبضے میں، اسلام اور اس کے پیروکاروں کو ختم کرنے کے لیے ظلم و استحصال کے یہ علمبردار سب کچھ میدانِ عمل میں لے آئے
- ان سے لڑنا اہل ایمان کے لیے جائز ہی نہیں بلکہ فرض ٹھہرایا گیا اور یہاں بتایا گیا کہ اللہ کے بھروسے پر طاقت کا علم لے کر اٹھو اور تلوار کے زور سے کفر و شرک کی استحصالی طاقت کو جڑ سے اکھاڑ دو، مزید فرمایا کہ اگر اس قتال کے نتیجے میں کفار فتنہ پروری سے رک جائیں وہ اسلام قبول کرلیں یا اللہ کا گھر مسلمانوں کے حوالے کردیں تو پھر مسلمانوں کو بھی ہاتھ روک لینا چاہیے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

- فتنہ - کسی معاشرے کے اندر باطل کے غلبے کی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے اس معاشرے کے لوگوں کے لیے ایمان پر قائم رہنا اور اللہ کے احکامات (دین) پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم جب تک باطل مکمل طور پر مغلوب اور اللہ کا دین پوری طرح سے غالب نہ ہو جائے
- فتنہ کے ختم ہو جانے تک کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرنا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے
- فتنہ اور فتنہ پردازوں کے خلاف جہاد کرنے کی ضرورت واہمیت
- اسلام کی نشر و اشاعت کو روکنے کیلئے مال و دولت خرچ کرنا، فتنہ انگیزی کے مصداق میں سے ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان کو حکم ہے کہ وہ دنیا میں دین خدا کی حاکمیت قائم ہو جانے تک کفار کے ساتھ جہاد کریں
- اسلام میں جنگ و جہاد کا مقصد، فتنے کا خاتمہ، دین خدا کی نشر و اشاعت کرنا اور اسے عالمی دین بنانا ہے۔
- دین خدا کی اشاعت روکنے اور اسلام کے خلاف فتنہ برپا کرنے سے ہاتھ کھینچ لینے کی صورت میں کفار کے ساتھ جنگ ترک کرنا ضروری ہے
- اسلام میں جنگ کا مقصد غیر مسلموں کو ختم کرنا یا انہیں مارنا ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآنی آیات، اسلامی روایات اور فقۂ اسلامی میں "اہل ذمہ کے احکام" اور ان سے متعلق قوانین کی جو تفصیلات ملتی ہیں ان سب کی کیا ضرورت تھی؟

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ

وَ اعۡلَمُوۡۤا - اور جان لو

اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ - کہ جو کچھ تم نے غنیمت حاصل کی

مِّنۡ شَیۡءٍ - کوئی بھی چیز

فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ - تو یہ کہ اللہ کے لیے اس کا پانچواں حصہ ہے

وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی - اور رسول اور قرابتداروں کے لیے ہے

وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ - اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے ہے

وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ - اور مسافر کے لیے ہے

اِنۡ کُنۡتُمۡ - اگر تم لوگ

اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ -ایمان لائے ہو اللہ پر

غَنِمَ يَغنَمُ ، غَنْمًا وغَنِيْمَةً
مال غنیمت حاصل کرنا

خُمُس - پانچواں
(Number Ordinal)

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۴۱﴾

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا - اور اس پر جو ہم نے اتارا

عَلٰى عَبۡدِنَا - اپنے بندے پر

يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ - فیصلے کے دن

فُرقان - فرق کرنے والا، مراد جنگ بدر کا دن

يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ - جس دن آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں

(ل ق ي)

اِلتَقَى يَلْتَقِي ، اِلْتِقَاءً - ملنا، آمنا سامنا ہونا، مڈ بھیڑ ہونا (VIII)

الْجَمْعٰن ، جَمْعٌ - کا تثنیہ (dual) - دو جماعتیں، دو گروہ، دو لشکر

وَاللّٰهُ - اور اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ - ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

Ordinal Numbers used in Quran - ترتیبی اعداد

English	اردو	عربی
First	پہلا	أَوَّل
Second	دوسرا	ثانِي
Third	تیسرا	ثُلث
Fourth	چوتھا	رُبع
Fifth	پانچواں	خُمس
Sixth	چھٹا	سُدس
Seventh	ساتواں	سُبع
Eighth	آٹھواں	ثُمُن
Ninth	نواں	تُسع
Tenth	دسواں	عُشر

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ
ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی
الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۱﴾

اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ
اللہ اور اس کے رسُولؐ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے
ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز، یعنی دونوں فوجوں کی
مڈبھیڑ کے دن، ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی، (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ
ہر چیز پر قادر ہے

Know that one fifth of the spoils that you obtain belongs to Allah, to the Messenger, to the near of kin, to the orphans, and the needy, and the wayfarer. This you must observe if you truly believe In Allah and in what We sent down on Our servant on the day when the true was distinguished from the false, the day on which the two armies met in battle. Allah has power over all things.

محمد اقبال

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾

مالِ غنیمت کے احکام

- مال غنیمت کو سورۃ کے آغاز میں انفال کہا گیا تھا اور یہاں غنیم۔ نفل اور غنیمت دونوں ایک ہی چیز ہیں
- دشمن سے حاصل ہونے والے مال کو غنیمت کہا جاتا ہے، اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ مال غنیمت ہے جو لڑائی اور دشمن کی شکست کے نتیجے میں مسلمانوں کے ہاتھ آتا ہے۔ اسے غنیمت یا نفل کہتے ہیں اور وہ مال جو بغیر لڑائی کے صلح اور رضامندی سے حاصل ہو جائے (جیسے صلح، معاہدے، خراج، فرار کی صورت میں)، وہ اموال فئی ہیں
- اس سورۃ کا آغاز اموال غنیمت سے متعلق لوگوں کے سوال سے ہوا تھا۔ وہاں اس سوال کا ایک اصولی جواب دے کر کلام کا رخ مسلمانوں کے ایک گروہ کی کمزوریوں کی اصلاح کی طرف مڑ گیا تھا
- اب یہاں اموال غنیمت کی تقسیم کا ضابطہ بیان فرمایا کہ لڑائی کے بعد تمام سپاہی ہر طرح کا مال غنیمت لا کر امیر/امام / کمانڈر کے سامنے رکھ دیں اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھیں
- اس کے بعد اس کی تقسیم کا ضابطہ بتایا، اس ضمن میں سب سے پہلے اس حق کا ذکر جو سب سے اہم اور سب سے اشرف ہے، کہ پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ذوی القربٰی اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے
- باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ (اس تقسیم کی دیگر تفصیل فقہ کی کتب میں)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱

- رسول ﷺ کا پانچواں حصہ، اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے ہے، آپ کے مبارک اوقات کا ایک ایک لمحہ دین کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں صرف ہو رہا تھا یہ ضروری ہوا کہ اس مال میں آپ کا حق بھی رکھا جائے۔ یہ حق در حقیقت ریاست کے سربراہ کا حق تھا جو آپؐ کے وصال کے بعد آپ سے آپ حضورؐ کے خلیفہ اور جانشین کی طرف منتقل ہو گیا۔
- لیکن اس حصے کو بھی آپؐ نے معاشرے کی اجتماعی بہبود کے کاموں کے یے معاشرے کو لوٹا دیا۔اس کا اصل مصرف نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے زیر کفالت افراد کی ضروریات پورا کرنا، اعلائے کلمتہ اللہ، اقامت دین اور حفاظت ومدافعت ملت ہیں
- اس کے بعد یہ تاکید فرمائی کہ تقسیم غنیمت کے باب میں یہ حکم جو تمہیں دیا گیا ہے،اس کی تعمیل کرو(یہ محض انتظامی حکم نہیں ہے)، اگر اللہ پر اور اس نصرت پر تمہارا ایمان ہے جو ہم نے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دینے والی جنگ (بدر) میں اپنے بندوں پر اتاری
- یوم التقی الجمعن کے الفاظ سے اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔اس لیے کہ وہی پہلا دن تھا جب مسلمانوں اور کفار کے درمیان جماعتی حیثیت سے تصادم ہوا ہے۔قریش کے لیڈروں نے خود اس جنگ کو ایک کسوٹی کی حیثیت دے دی تھی کہ جو اس جنگ میں ہار اوہ باطل پر سمجھا جائے گا، جو جیتا وہ حق پر مانا جائے گا۔اس طرح خود انہی کی انتخاب کردہ کسوٹی نے حق و باطل کا فیصلہ کر دیا(اس میں اللہ کی نصرت وتائید کا خاص طور پر ذکر)

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ

اِذْ اَنْتُمْ - جب تم لوگ تھے

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا - نزدیکی کنارہ پر

عُدوہ - کنارہ (دوری اور بلندی کے تصور کے ساتھ - وادی کے کنارے

دَنَأَ يَدنُؤ ، دنُوّاً ودَناوَةً قریب آنا / ہونا

دُّنْيَا ادنٰی کی مؤنث ہے (قریبی)

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى - اور وہ لوگ تھے دور والے کنارے پر

قَصَا يَقْصُو ، قَصْوًا قریب آنا / ہونا

قُصْوٰى - اقصٰی کی مؤنث (دور والی)

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ - اور سواروں کا دستہ (یعنی قافلہ) بہت نشیب میں تھا تم سے

الرَّکْب ، رَّاکِب (سوار) کی جمع (سواروں کا دستہ)

اَسْفَل ، سِفل سے افعل التفضیل کا صیغہ (بہت نیچے)

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ - اور اگر تم باہم معاہدہ کرتے

تَواعَدَ يَتَوَاعَدُ ، تَوَاعُدًا ایک دوسرے سے وعدہ کرنا (۷)

لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ - تو ضرور اختلاف کرتے مقررہ وقت میں

مِيْعاد مقررہ وقت

كَانَ مَفۡعُوۡلًا ۙ لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۴۲﴾

وَلٰكِنۡ - اور لیکن

لِّيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا - تاکہ پورا کر لے اللہ ایک ایسے کام کو (جو)

كَانَ مَفۡعُوۡلًا - تھا کیا جانے والا

لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ - تاکہ وہ ہلاک ہو جو ہلاک ہوا

عَنۡۢ بَيِّنَةٍ - روشن (دلیل) سے

وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ - اور وہ زندہ رہے جو زندہ رہا

عَنۡۢ بَيِّنَةٍ - روشن (دلیل) سے

وَاِنَّ اللّٰهَ - اور بیشک اللہ تعالیٰ

لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ - یقیناً سننے والا ہے جاننے والا ہے

قَضَى يَقْضِي ، قَضَاءً
پورا کرنا، فیصلہ دینا

مَفْعُول: کردہ شدہ، جس پر کام ہوا ہو

بَيِّنَة: روشن دلیل

حَيِيَ يَحْيَي ، حَيَاةً : زندہ رہنا

یہاں ہلاک ہونے اور زندہ رہنے سے مراد افراد نہیں بلکہ ادیان (اسلام اور جاہلیت) ہیں

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ

غزوہ بدر الکبریٰ

(یوم الفرقان، یوم التقی الجمعان)

17 رمضان 2ھ، 13 مارچ 624ء

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ "بلاشبہ اللہ پسند کرتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں صف بستہ گویا کہ وہ ایک عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔" (الصف: 4/61)

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ "اور البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں جب کہ تم کمزور تھے پس ڈرو تم اللہ سے تاکہ تم شکر کرو۔" (آل عمران: 123/3)

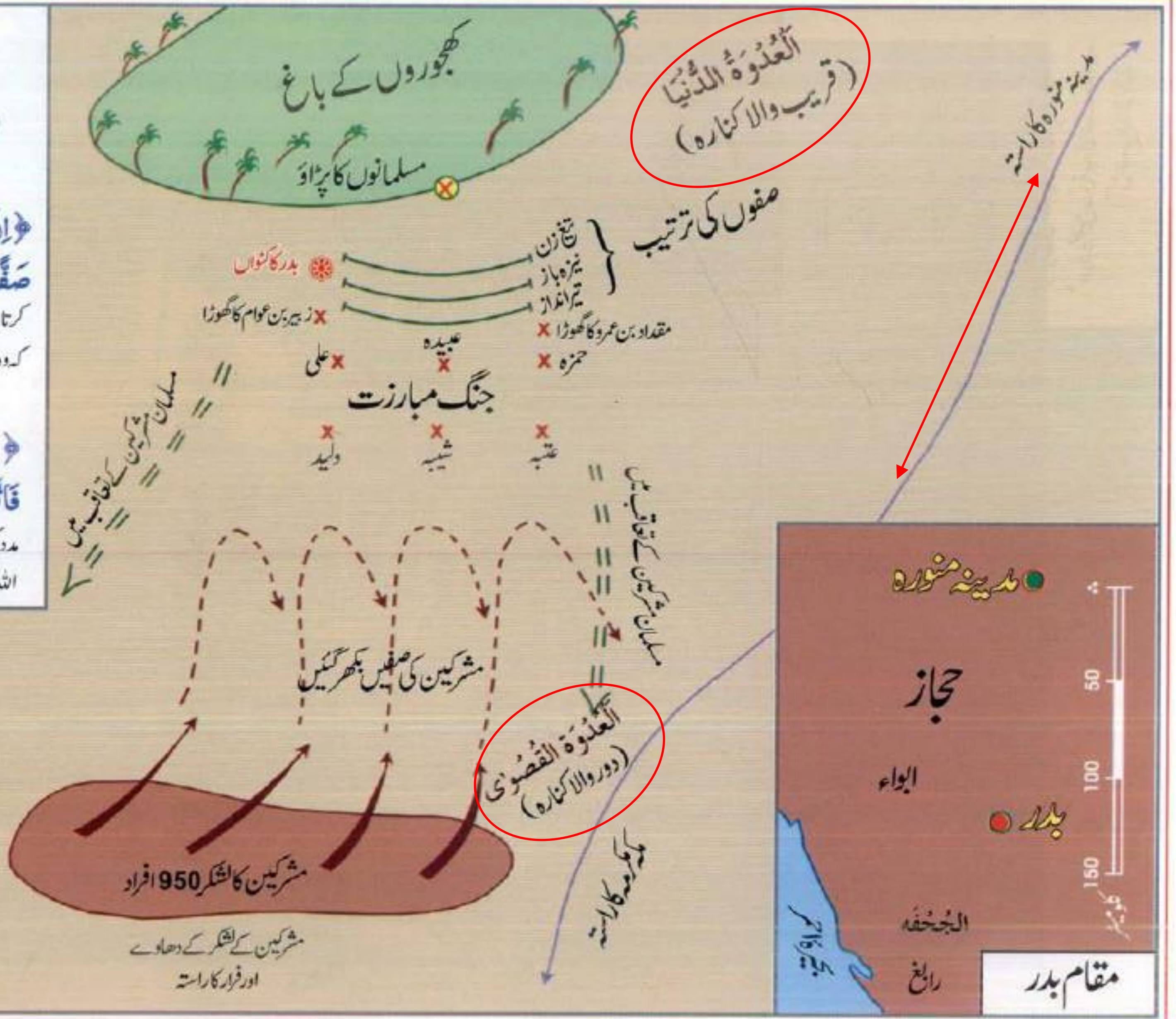

اطلس القرآن

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ

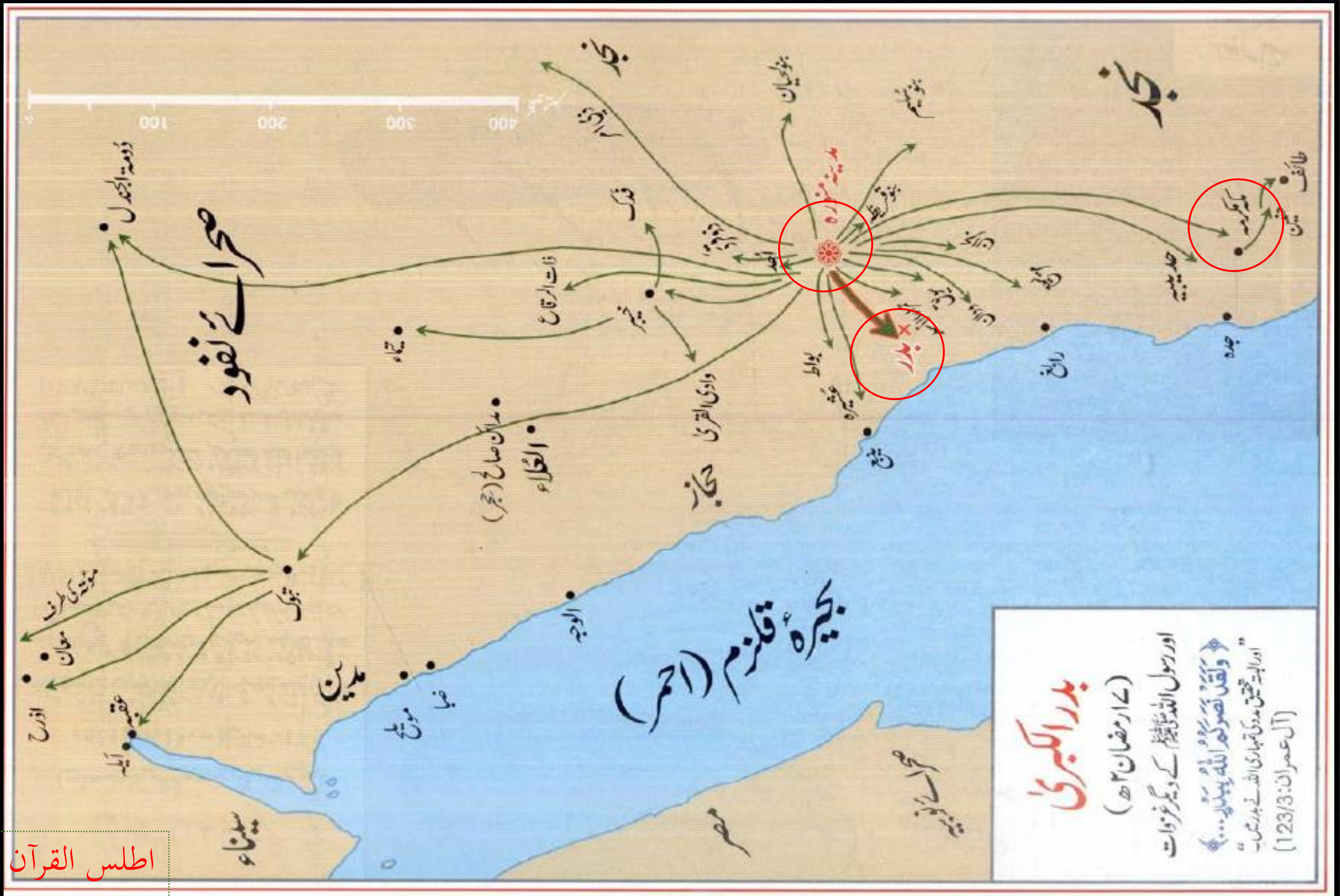

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن
لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

یاد کرو وہ وقت جبکہ تم وادی کے اِس جانب تھے اور وہ دُوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور قافلہ تم سے نیچے (ساحل) کی طرف تھا اگر کہیں پہلے سے تمہارے اور ان کے درمیان مقابلہ کی قرارداد ہو چکی ہوتی تو تم ضرور اس موقع پر پہلو تہی کر جاتے، لیکن جو کچھ پیش آیا وہ اس لیے تھا کہ جس بات کا فیصلہ اللہ کر چکا تھا اسے ظہور میں لے آئے تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے، یقیناً خدا سُننے والا اور جاننے والا ہے

And recall when you were encamped at the nearer end of the valley (of Badr) and they were at the farther end and the caravan below you (along the seaside). Had you made a mutual appointment to meet in encounter, you would have declined. But encounter was brought about so that Allah might accomplish what He had decreed, and that he who was to perish should perish through a clear proof, and who was to survive might survive through a clear proof. Surely Allah is All-Hearing, All-Knowing

محمد اقبال

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَالرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ ؕ وَلَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِى الۡمِيۡعٰدِ ۙ وَلٰـكِنۡ لِّيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ۙ لِّيَهۡلِكَ
مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۴۲﴾

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کی کارسازی

- وادئ بدر دونوں اطراف سے تنگ ہے جب کہ درمیان میں میدان کی شکل میں ہے، اس وادی کا ایک تنگ کنارہ شمال کی طرف ہے جہاں سے شام کی طرف راستہ نکلتا ہے اور دوسرا کنارہ جنوب کی طرف ہے جہاں سے مکہ کو راستہ جاتا ہے۔
- یہاں پر اللہ کی اس تدبیر اور کاسازی کا ذکر جس کے سبب دونوں لشکر وادئ بدر میں ایک ساتھ پہنچے۔ وادی کے شمالی سرے پر مسلمان، جنوبی پر قریش پہنچے اور تجارتی قافلہ نیچے ساحل سمندر کی طرف سے گزر رہا تھا۔
- یہ تدبیر اور کارسازی کیا تھی؟
- یہ اللہ کی مشیت تھی کہ دونوں لشکر ایک ہی وقت میں وہاں پہنچے، فرمایا کہ اگر لوگوں نے مقام معین پر پہنچنے کے لیے آپس میں کوئی وقت مقرر کیا ہوتا تو اس میں ضرور تقدیم و تاخیر ہو جاتی، لیکن اللہ نے دونوں لشکروں کو عین وقت پر ایک ساتھ آمنے سامنے لا کھڑا کیا، کیونکہ اللہ چاہتا تھا کہ یہ ٹکراؤ ہو جائے اور اہل مکہ پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کس کے ساتھ ہے؟ اور حق و باطل کا فرق واضح ہو جائے
- بدر کے معرکہ نے اہل کفر اور اہل ایمان دونوں گروہوں کے سامنے ایک واضح برہان رکھ دی کہ نہ اہل کفر کے لیے کوئی عذر باقی رہ گیا نہ اہل ایمان کے لیے کوئی ابہام۔ ان کے لیے ان کا کفر بالکل عریاں ہو کر سامنے آگیا اور اہل ایمان کے لیے ان کا ایمان سورج کی طرح چمک اٹھا۔

اِذۡ يُرِيۡكَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ مَنَامِكَ قَلِيۡلًا ‌ؕ وَلَوۡ اَرٰٮكَهُمۡ كَثِيۡرًا لَّـفَشِلۡتُمۡ وَلَـتَـنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ‌ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ‏ ﴿۴۳﴾

اِذۡ يُرِيۡكَهُمُ اللّٰهُ - جب آپ کو دکھایا انہیں اللہ نے

أرٰى يُرِي ، إرَاءَةً - دکھانا (IV)

فِىۡ مَنَامِكَ قَلِيۡلًا - آپ کے خواب میں تھوڑا

مَنَام - سونے کی حالت (میں انسان جو کچھ دیکھے)

خواب کے لیے رُءْیَا اور اَحْلام کے الفاظ بھی - ان میں فرق؟

وَلَوۡ اَرٰٮكَهُمۡ كَثِيۡرًا - اور اگر وہ دکھاتا آپ کو انہیں زیادہ

لَّـفَشِلۡتُمۡ - تو ضرور تم ہمت ہار جاتے

فَشِلَ يَفْشَلُ ، فَشَلاً - بزدلی دکھانا ہمت ہارنا

خوف کے ہمراہ کمزوری

وَلَـتَـنَازَعۡتُمۡ - اور تم ضرور باہم کھینچاتانی کرتے

تَنَازَعَ يَتَنَازَعُ ، تَنَازُعًا - آپس میں جھگڑا کرنا (VI)

فِى الۡاَمۡرِ - (اس) معاملے میں

وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ - اور لیکن اللہ نے سلامتی دی

اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ - بیشک وہ جاننے والا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ - سینوں والی (بات) کو

وَاِذۡ يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ فِىۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ قَلِيۡلًا وَّيُقَلِّلُكُمۡ فِىۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ لِيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾

وَاِذۡ يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ - اور جب اس نے دکھایا تم کو انھیں

اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ - جب تم آمنے سامنے ہوئے

اِلتَقَى يَلْتَقِي ، اِلْتِقَاءً ۔ آمنا سامنا ہونا، مڈ بھیڑ ہونا (VIII)

فِىۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ قَلِيۡلًا - تمہاری آنکھوں میں تھوڑا ہوتے ہوئے

أَعْيُن ، عَيْن کی جمع (آنکھیں)

وَّيُقَلِّلُكُمۡ - اور اس نے تھوڑا کیا تم لوگوں کو

قَلَّلَ يُقَلِّلُ ، تَقْلِيْلاً ۔ کم کرنا، قلیل بنانا (II)

قَلِيل ۔ کسی چیز کا عددی، مقداری یا معنوی اعتبار سے کم ہونا

فِىۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ - ان کی آنکھوں میں

لِيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا - تاکہ پورا کرے اللہ ایک ایسے کام کو (جو)

كَانَ مَفۡعُوۡلًا - تھا کیا جانے والا

وَاِلَى اللّٰهِ - اور اللہ کی طرف ہی

تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ - لوٹائے جائیں گے تمام کام

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ ع

اور یاد کرو وہ وقت جبکہ اے نبیؐ، خدا اُن کو تمہارے خواب میں تھوڑا دکھا رہا تھا، اگر کہیں وہ تمہیں اُن کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو ضرور تم لوگ ہمت ہار جاتے اور لڑائی کے معاملہ میں جھگڑا شروع کر دیتے، لیکن اللہ ہی نے اِس سے تمہیں بچایا، یقیناً وہ سینوں کا حال تک جانتا ہے، اور یاد کرو جب کہ مقابلے کے وقت خدا نے تم لوگوں کی نگاہوں میں دشمنوں کو تھوڑا دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تمہیں کم کرکے پیش کیا، تاکہ جو بات ہونی تھی اُسے اللہ ظہور میں لے آئے، اور آخر کار سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں

And recall when Allah showed them to you in your dream to be few in number. And had He showed them to you to be numerous, you would have flagged and disagreed with one another about fighting them. But Allah saved you. Surely Allah knows what is hidden in the breasts. And recall when He made them appear as few in your eyes when you met them in the battle just as He lessened you in their eyes so that Allah might accomplish what had been decreed. To Allah are all matters referred for decision.

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ
اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾

خواب میں صورتحال کا مشاہدہ

- یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تدبیر، کارسازی، اور بدر میں مسلمانوں پر اس کے احسانات میں سے ایک خاص کرم فرمائی
- مدینہ سے نکل کر بدر پہنچنے تک مسلمانوں کو یہ بالیقین معلوم نہ ہو سکا کہ قریشِ مکہ کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟
- اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور آپ ﷺ کو خواب میں قریش مکہ کی فوج دکھائی گئی اور اسے قلیل التعداد دکھایا گیا۔ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ کوئی بہت بڑی فوج نہیں بلکہ ایک چھوٹا لشکر ہے اور ساتھ ہی اللہ نے یہ وعدہ بھی فرمایا کہ اس لشکر پر مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا جائے گا
- ان کی تعداد کم دکھانے کی حکمت بھی بتادی کہ مسلمانوں کے حوصلوں پر اس کا اثر نہ پڑے جب آپؐ لوگوں کے سامنے اپنا خواب بیان فرمائیں تو ان کے اندر پست ہمتی کی بجائے امیدوں کے چراغ جلنے لگیں اور اگر قریش کی فوج جیسی تھی ویسی ہی آپ کے خواب میں دکھائی جاتی اور آپؐ یقیناً اسی طرح مسلمانوں کے سامنے بیان فرماتے تو انکے حوصلے کمزور پڑنے لگتے اور ممکنہ طور پر جنگ ٹالنے کا مشورہ دیتے کہ بعد میں تیاری کے ساتھ مقابلہ کریں
- عین مقابلے سے پہلے جب لشکر آمنے سامنے تھے، مسلمان لشکرِ قریش کو اپنے آپ سے کم دیکھ رہے تھے اور کفار کا حال یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کی تعداد کو کم دیکھ رہے تھے۔ دونوں کی حکمت یہ کہ آج ان لشکروں کی مڈ بھیڑ ہو ہی جائے اور اللہ وہ سب کچھ سامنے لے آئے جو اس نے ارادہ کیا

اضافی مواد

Reference Material

لفظ فتنہ کا قرآنی مفہوم

- قرآنِ مجید میں لفظ فِتْنَة ۳۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے، فتنہ ایک وسیع المعانی لفظ جو مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے
- فتنہ کا مادہ فَتْن ہے اس کے لغوی معنی ہیں سونے کو آگ میں تپا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا (امام راغب)- یعنی فتنہ سے مراد ایسی آزمائش ہے جس میں پرکھ کا طریقہ بہت شدید ہے، جیسے آگ پر تپا کر پرکھنا، کہ خالص اور کھوٹ نکھر کر واضح ہو جائے، پس فتنہ کے معنی آزمائش، آفت، دنگا فساد، ہنگامہ، دُکھ دینا اور تختۂ مشق بنانا
- قرآن مجید میں فتنہ کا مفہوم بیس سے زائد معنی میں استعمال ہوا ہے؛ کہیں آزمائش اور کہیں سزا کے معنی میں، کہیں کفر اور کہیں فساد کے معنی میں، اور کہیں شرک اور مسلمانوں کو اذیت دینے کے معاملے میں اور ہر آیت اپنے اندر ایک موضوع لئے ہوئے ہے

1. وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ - (2:193)، تم ان سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے- یہاں پر فتنے سے مراد وہ حالت ہے، جس میں دین اللہ کے بجائے کسی اور کے لئے ہو، اور لڑائی کا مقصد یہ ہے کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو (تفہیم القرآن)
2. وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (2:191)، اور قتل اگرچہ برا ہے مگر فتنہ اس سے بھی برا ہے - یہاں فتنے سے مراد کسی گروہ یا شخص کو محض اس بنا پر ظلم و ستم کا نشانہ بنانا کہ اس نے باطل کو چھوڑ کر حق کو قبول کر لیا ہے، محض دین، مذہب، یا نظریہ کے اختلاف کے سبب کسی پر تشدد کرنا دراصل حیات انسانی کی مقدس قدر پر دست درازی ہے، اس لئے اسے قتل سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم قرار دیا ہے۔ اس میں محض ہراساں کرنا بھی آتا ہے اور عملاً تشدد بھی اس میں شامل ہے۔ اور ایسے حالات پیدا کر دینا بھی فتنہ ہے جن میں لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہو، انہیں اللہ کے مقرر کردہ نظامِ زندگی سے دور کرنا بھی فتنہ ہے (فی ظلال القرآن)

لفظ فتنہ کا قرآنی مفہوم

3. إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (85/10) ، جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں پر ستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے - یہاں فتنہ **قتل کے معنی** میں استعمال ہوا ہے

4. وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ (17/3) اے محمدؐ! ان لوگوں نے اس میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے — یہاں سیدھے راستے سے روکنا اور گمراہ کرنا فتنہ ہے (یعنی جو انہوں نے کیا.... فریب دیے، لالچ دلائے، دھمکیاں دیں، جھوٹے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا، ظلم و ستم کیا، معاشرتی مقاطعہ کیا، اور وہ سب کچھ کر ڈالا جو کسی انسان کے عزم کو شکست دینے کے لئے کیا جا سکتا تھا

5. أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (29/2) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ یہاں فتنے سے مراد، آزمائش، امتحان، کھرے کھوٹے کی کسوٹی مراد ہے

6. وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (21:35) ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کرتے رہتے ہیں ، یہ لوگوں کے اعمال کی ایسی آزمائش بھی ہے جس کے سبب وہ فتنے میں مبتلا ہو جائیں

7. دنیا کی نعمتیں اموال اور اولاد بھی فتنے ہی کی ایک قسم ہیں (الانفال،28)

8. فتنہ، ضلال و گمراہی کے معنی میں (المآئدہ، 41)

لفظ فتنہ کا قرآنی مفہوم

9. حق کو یکسوئی سے قبول نہ کرنا بھی فتنے کے معنی میں۔ "جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہت کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں" (آل عمران، 7)

10. قانون الٰہی سے روگردانی بھی فتنہ۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہ کرنا بھی ایک بہت بڑا اجتماعی فتنہ ہے، جس کے اثرات بھی بہت بڑے ہیں اور سزا بھی! "پس اے محمدؐ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو، اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنے میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرّہ برابر منحرف نہ کر پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے"۔ (سورۃ المائدۃ، 49)

11. ظلم کے خلاف مزاحمت نہ کرنے کا فتنہ۔ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً (8:25) "اور بچو اس فتنے سے، جو تم میں سے انہیں لوگوں تک نہ پہنچے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہوگا"۔ اس سے مراد وہ اجتماعی فتنے ہیں جو وبائے عام کی طرح ایسی شامت لاتے ہیں جس میں صرف گناہ کرنے والے ہی گرفتار نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ بھی مارے جاتے ہیں جو گناہ گار سوسائٹی میں رہنا گوارا کرتے ہیں۔

12. احادیث میں مبارکہ میں زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگی گئی ہے، زندگی کے فتنوں سے مراد اس دنیا میں پیش آنے والی آزمائشیں ہیں اور موت کے فتنے سے مراد خاتمہ کے وقت اور آئندہ کے مراحل کی آزمائشیں ہیں۔

13. اسی طرح حدیث میں آخری زمانے میں نمودار ہونے والے فتنوں کا ذکر اور آپؐ کے بعد نمودار ہونے والے فتنوں کا ذکر بھی۔ مراد وہ حادثات، واقعات، اور چیزیں جو لوگوں کو ایمان کے راستے سے ہٹانے کا باعث بنیں گی

نبی کریم ﷺ نے جو خواب دیکھا کیا وہ خلافِ واقعہ تھا؟

- جنگِ بدر میں آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ لشکر کفار کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے بس تھوڑے سے لوگ ہیں جو بدر کی طرف جنگ کے لیے آ رہے ہیں ، حالانکہ وہ ایک ہزار افراد پر مشتمل بہت بڑا لشکر تھا۔
- یہاں پہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو خواب دیکھا وہ شاید سچا نہیں تھا۔ لیکن یہ ذہن نشین رہے کہ انبیاء علیہ السلام کے تمام خواب سچے ہوتے ہیں۔ پیغمبر کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے اس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہوتا البتہ ! یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ خواب میں کوئی حقیقت مجاز کے لباس میں دکھائی جائے یا کوئی چیز ظاہر کی بجائے معنوی حقیقت میں سامنے لائی جائے
- اس خواب میں بھی نبی کریم ﷺ کو لشکرِ کفار کی معنوی حقیقت دکھائی گئ تھی
- کسی چیز کی ایک کمیت (quantitative value) ہوتی ہے اور ایک اس کی کیفیت اور اس کی اصل حقیقت ہوتی ہے، کمیت کے اعتبار سے تو لشکر کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ مسلمانوں سے تین گنا تھے، مگر اس لشکر کی اندرونی کیفیت یکسر مختلف تھی، گویا معنوی اور اخلاقی اعتبار سے اس کی حیثیت بہت کم تھی۔
- در حقیقت مکہ کے عوام الناس کی اکثریت حضور ﷺ کو اپنے معاشرے کا بہترین انسان سمجھتی تھی۔ مکہ کا عام آدمی دل سے اس حقیقت کو تسلیم کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) اور آپؐ کے ساتھیوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے بلکہ یہ لوگ ایک خدا کو ماننے والے نیکیوں کا حکم دینے والے اور شریف لوگ ہیں۔ چنانچہ مکہ کی خاموش اکثریت کی ہمدردیاں مسلمانوں کے ساتھ تھیں۔ ایسے تمام لوگ اپنے سرداروں اور لیڈروں کے حکم کی تعمیل میں لشکر میں شامل تو ہو گئے تھے لیکن اس لشکر میں جان کی بازی لگا دینے کے کسی حقیقی جذبے کا سرے سے فقدان تھا۔ یہ لوگ بے شک تعداد میں زیادہ تھے لیکن معنوی کیفیت کے اعتبار سے مسلمانوں سے کہیں کم تر

اسلام میں جنگ کے مقاصد

- انسانی تاریخ میں بالعموم جنگ کا مقصد زمین میں فرمانروائی، کشور کشائی، زمینوں اور اموال پر قبضہ، لوگوں کو غلام بنانے، طاقت کی نمائش، عالمی منڈیوں تک رسائی اور تجارتی راستوں پہ کنٹرول، اور استبدادی و استعماری ایجنڈا رہا ہے جو کسی قانون اور ضابطے سے ماوراء رہا ہے، لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے
- اسلام میں جنگ کو کبھی بھی اقدار کی حیثیت حاصل نہیں رہی، بلکہ انسانوں کی تباہی و بربادی اور ذرائع و وسائل کی نابُودی کی وجہ سے اسے "خلاف اقدار" شمار کیا گیا ہے، اسی لیے قرآن کی بعض آیات میں اسے عذابِ الٰہی کے زمرے میں ذکر کیا گیا ہے (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ - کہ دیجیے کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ تم پر (بجلیوں کے مانند) تمہارے اوپر سے یا (زلزلوں کے مانند) تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں ٹولیوں کی صورت میں متفرق کردے، یا تمہیں ایک دوسرے کے خلاف جنگ اور خون ریزی کا مزہ چھکائے)، اس آیت میں جنگ کو "صاعقہ" اور "زلزلہ" جیسی ارضی وسماوی آفات کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے، اسی لیے اسلام میں تاحدّ امکان جنگ سے پرہیز کیا جاتا ہے
- یہ اسلام کا اعزاز ہے کہ اس نے جنگ وجہاد کے واضح مقاصد متعین کیے اور اس کے آداب واصول مرتب کیے اور بلاجواز قتل وخون ریزی کو سنگین جرم قراردیا۔ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۔ اور جب ذمہ داری ملتی ہے تو اُسکی ساری تگ و دو اس لئے ہوتی ہے کہ وہ زمین میں فساد مچائے، فصلوں اور نسلوں کو برباد کرے، مگر اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا

اسلام میں جنگ کے مقاصد

- قرآنِ کریم کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جنگ کے مقاصد میں معاشرے میں عدلِ اجتماعی کا قیام، مظلوم و مقہور (persecuted) انسانوں کی مدد و حمایت (ظلم کا ازالہ یا فتنہ و فساد کا خاتمہ)، اجتماعی احکام (دین) الٰہی کا نفاذ، مذہبی جبر و اکراہ کا خاتمہ۔ اور ان تمام جہات میں سب سے اعلیٰ اور بڑی ترجیح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ۔ یعنی ان مذکورہ بالا صورتحال میں سے جس کا بھی سامنے ہو اور طاقت کا استعمال (جنگ) ناگزیر ہو تو اس لیے جنگ کی جائے کہ اس موقع پر ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی رضا ہے
- ان مقاصد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں انسانی جان، اموال، املاک اور امن و امان کی کیا اہمیت ہے اور جہاں بھی ان میں کسی کو مرکز گریز قوتوں سے خطرہ ہو تو ان کے خلاف جنگ کی اجازت دی گئ
- جنگ کی یہ اجازت بہت ساری حدود و قیود کے ساتھ دی گئ ہے (جاہلی اور مغربی تصورِ جنگ کے برخلاف، جہاں جنگ میں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے)
- اسی لیے اسلام میں صرف اسی جنگ کو جہاد سمجھا جائے گا جو ان تمام شرائط اور حدود قیود پر پوری اترے گی
- اسلام نے سب سے پہلے جنگ کے سلسلے میں گذشتہ طریقوں کی اصلاح کی، اس کے بعد اس کے لیے پاکیزہ اصول طے کیے، یہ اصلاحات اور اصول، جنگ کے ایک ایک شعبے میں وضع کیے (جنگ سے پہلے، جنگ کے دوران، جنگ کے بعد، فتح کی صورت میں، شکست کی صورت میں، معاہدے، جنگی قیدی، انسانی وسائل، غیر محارب شہری، عورتیں، بچے، بزرگ، عبادت گاہیں، عبادت گاہوں کے متولی اور مذہب رہنما........ ہر شعبے میں)

اسلامی قوانینِ جنگ

○ اسلام نے (مذکورہ) ناگزیر حالات میں جنگ کی جو اجازت دی ہے وہ کئی شرائط اور احکامات کے ساتھ ہے جو کرنے اور نہ کرنے کے کاموں (اوامر و نواہی) کی واضح ہدایات کے ساتھ ہیں

1. امام (امیر) کی اطاعت –جنگ ایک نہایت ہی حساس معاملہ ہے جسے عام انسانوں کی مرضی اور خواہش پر نہیں چھوڑا جا سکتا کہ جو چاہے جنگ شروع کر دے بلکہ اسے اسلامی اجتماعیت کے اہم ترین ذمہ دار (امیر) کی ذمہ داری میں دیا گیا ہے (مَن أطَاعَني فقَدْ أطَاعَ اللَّهَ، ومَن عَصَانِي فقَدْ عَصَى اللَّهَ، ومَن يُطِعِ الأمِيرَ فقَدْ أطَاعَنِي، ومَن يَعْصِ الأمِيرَ فقَدْ عَصَانِي، وإنَّما الإمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن ورَائِهِ ويُتَّقَى به - جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی،اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی،جو امیر کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے،اور جو امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے، مسلمانوں کا حکمراں (امام) ڈھال کی مانند ہے،اس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جائے،اور اس کے ذریعہ حفاظت حاصل کی جائے) البخاري (2957)، ومسلم (1835)

2. عہد ومیثاق کی پابندی –ایفائے عہد اور معاہدوں کی پابندی سے متعلق قرآن و احادیث میں سخت تاکید۔ خواہ انفرادی یا اجتماعی معاہدہ ہو یا ملکی و بین الاقوامی ہر حال میں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے، بدعہدی اور نقض میثاق سے سختی سے روکا گیا ہے، جب تک فریق اول معاہدہ پر قائم ہے اس وقت تک اس کو باقی رکھنا ضروری ہے، اسی طرح دوسری قوموں سے معاہدات کے متعلق متعدد احادیث رسول ﷺ جو جنگ و امن سے متعلق ہیں

3. صلح ومصالحت - کے لئے ہر وقت تیار رہنا اسلامی جنگ کا خصوصی امتیاز ہے، اسلام ہر حالت میں امن وامان کو ترجیح دیتا ہے اس لیے اسلام نے اپنے دشمن خواہ وہ کیسا بھی ہو اُس سے صلح کی پیشکش قبول کرنے کا حکم دیا ہے

اسلامی قوانینِ جنگ

- وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَإِن يُرِيْدُواْ أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللهُ هُوَ الَّذِى أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔ انفال:61-62 ۔اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسا رکھو کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے۔ اور اگر یہ چاہیں کہ تمھیں فریب دیں تو اللہ تمھیں کفایت کرے گا وہی تو ہے جس نے تمھیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی
- اس کے بعد اگر وہ گروہ صلح کی خلاف ورزی کریں تو چپکے سے ان پر حملہ نہ کیا جائے بلکہ کھل کر ان سے کہہ دیا جائے کہ اب ہمارا معاہدہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب جنگ کے لیے تیار رہو

4. **اسیرانِ جنگ کے ساتھ سلوک اور ان کے قتل کی ممانعت** ۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ زخمی پر حملہ نہ کرو، بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو، قیدیوں کو قتل نہ کرو، اور جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان دے دو۔ اسیرانِ جنگ سے متعلق اسلام کا قانون یہ ہے کہ جنگ جب اپنے اختتام کو پہنچ جائے تو انھیں بغیرِ فدیے کے آزاد کر دیا جائے یا فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ اگر انھیں قیدی بنا کر رکھا جائے تو ان کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کیا جائے
5. **لاشوں کی بے حرمتی کی ممانعت** ۔ عرب اور بعض دیگر اقوامِ جنگ میں دشمنوں کی لاشوں کا مثلہ کیا کرتے تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے انسانی لاشوں کی بے حرمتی کرنے اور مثلہ کرنے سے منع کیا (سنن ابی داؤد ، حدیث۲۶۶۶)
6. **سفیر کے قتل کی ممانعت** ۔ اسلام نے سفیروں کو تحفظ دی ہے ’خواہ وہ کتنا ہی گستاخانہ پیغام کیوں نہ لائیں۔ مسیلمہ کذاب کا سفیر عبادہ بن الحارث، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لو لا انک رسولٌ لَضرَبْتُ عُنُقَکَ ، تم قاصد نہ ہوتے تو میں تیری گردن مار دیتا (صحیح ابن حبان)

اسلامی قوانینِ جنگ

4. غیر محارب (Non combat) سے عدم تعارض ۔ اسلام کے جنگی قوانین کے مطابق دشمن ہوں یا دوست، عقائد و نظریات کے اعتبار سے خواہ وہ کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ ظالموں میں سے نہ ہوں اور نہ دین حق کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والے ہوں

5. لاشوں کی بے حُرمتی کی ممانعت ۔عرب اور بعض دیگر اقوام جنگ میں دشمنوں کی لاشوں کا مثلہ کیا کرتے تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے انسانی لاشوں کی بے حرمتی کرنے اور مثلہ کرنے سے منع کیا (سنن ابی داؤد ، حدیث٢٦٦٦)

6. سفیر کے قتل کی ممانعت ۔اسلام نے سفیروں کو تحفظ دی ہے خواہ وہ کتنا ہی گستاخانہ پیغام کیوں نہ لائیں۔ مسیلمہ کذاب کا سفیر عبادہ بن الحارث، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لو لا انک رسولٌ لَضرَبْتُ عُنُقَکَ ، تم قاصد نہ ہوتے تو میں تیری گردن مار دیتا (صحیح ابن حبان)

7. لوٹ کھسوٹ کی ممانعت ۔ اسلام سے پہلے محض لوٹ کھسوٹ اور مال غنیمت کا حصول بھی جنگ کا ایک جواز ہوتا تھا، لیکن اسلام نے اس کی شدید مذمت کی اور آپ ﷺ نے لُوٹے ہوئے مال کو حرام قرار دے دیا (بخاری)، اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ جو شخص لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔(سنن ابن ماجہ)

8. وسائل وذرائع کو تباہ کرنے کی ممانعت ۔ انسانی وسائل و ذرائع کو تباہ کرنا جاہلی اور وحشی قوموں کا خاص طریقہ رہا ہے، اس لحاظ سے موجود دور کی مغربی اقوام اس درندگی میں قدیم جاہلی اور وحشی قوموں سے کہیں بڑھ کر ہیں، ہوائی اڈوں، ذرائع مواصلات، ذرائع حمل و نقل اور زراعت و تجارت کے مراکز کو تباہ کرنا ....

اسلامی قوانینِ جنگ

انتہائی تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا استعمال کرکے معصوم بچوں، عورتوں اور نہتے انسانوں کو جلا کر راکھ کر دینا، نیپام بم اور ایٹم بم جیسے تباہ کن ہتھاروں کا استعمال، کارپٹ بمنگ کا تصور اور استعمال، کیمیاوی ہتھیاروں کا استعمال ان کی سیاہ تاریخ پر کلنک کے ٹیکے ہیں ۔ اسلام ایسی عمومی بربادی کو سخت ناپسند کرتا ہے، قرآن کریم میں فساد و بربادی کی ناپسندیدگی کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے: وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِيْ الأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ(بقرہ:205) اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے ت اور فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے اور اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔

9. **عصمت دری کی ممانعت** ۔اسلام اپنے پیروکاروں کی ذہنی پاکیزگی کا پورا اہتمام اور انھیں ہر طرح کی جنسی آلودگی سے پاک رکھتاہے۔اسلام نے عورت کو تحفظ فراہم کیا اور معاشرے میں عزت واحترام کا مقام دیا۔جنگ میں دشمن کی بیٹی پر ہاتھ اٹھانے اور اس کی عصمت دری کرنے کی سختی سے ممانعت کردی گئی۔یہ امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے مفتوح قوم کی عورتوں کی عصمت کی پاسبانی کا حکم دیا۔

10. **باندھ کر یا تکلیف دے کر قتل کی ممانعت**۔ اسلام نے دشمن کے ساتھ بھی غیر انسانی ناروا سلوک کی ممانعت کی ہے اور اپنے جنگی قوانین میں انسانی ہمدردی اور نیک برتاؤ کو بنیادی حیثیت دی ہے اور دشمن کو بھی باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا (مسند احمد)

اسلامی قوانینِ جنگ

11. پردہ داری کی تاکید - اسلام نے جنگ میں یا جنگ کے بعد مفتوحہ علاقوں میں مجاہدین (فوجیوں) کو بلااجازت گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور حالتِ جنگ میں بھی پردہ داری پہ زور دیا۔ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو نہ مارنے اور دکان سے بلا قیمت کوئی مال کھانے کی سختی سے ممانعت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے گھروں میں بلااجازت داخلے کو حرام قرار دیا (سنن ابی داؤد)

12. جو جنگ نہ کرے، اس سے جنگ نہ کی جائے

13. پناہ کے خواستگار کو پناہ دی جائے گی

14. انتقامی کارروائی کی ممانعت

15. آگ میں جلانے کی ممانعت

16. حملہ کرنے سے پہلے دشمن کو بتانا

17. بوقت ضرورت اور برائے ضرورت جنگ کرنا

غزوات رسول ﷺ اور موجودہ جنگوں کا موازنہ

- ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو جس فتنے (persecution) کا سامنا کرنا پڑا اس کے سدِ باب کے لیے مسلمانوں کو جنگیں کرنا پڑیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں کل ۱۹ اور بعض روایتوں کے مطابق ۲۷ غزوات پیش آئے (امام بخاری نے یہ تعداد ۱۹ بتائی ہے) اور ۵۴ سرایا پیش آئے - یہ تمام غزوات و سرایا ۲ھ سے ۹ھ کے درمیان آٹھ سال کی مدت میں ہوئے۔
- اِن ۱۹ غزوات اور ۵۴ سرایا میں مجموعی طور سے ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے اور مخالفین کی طرف سے کل ۷۵۹ افراد قتل کیے گئے اور ۶۵۶ قیدی بنائے گئے جن میں سے ۶۳۴ قیدیوں کو نبی کریم ﷺ نے ازراہ احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرمادیا تھا (رحمۃ للعالمین از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، جلد: دوم)
- اس کے برعکس جنگ عظیم اوّل ۱۹۱۴ء میں کم و بیش ایک کروڑ انسانوں قتل ہوئے اور دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء میں چھ (٦) کروڑ افراد مارے گئے۔ موجودہ دور میں ۱۹۹۰ء کے بعد سے افغانستان ، عراق اور پاکستان میں ہی دہشت گردی کے نام پر ۴ ملین (۴۰ لاکھ) سے زائد مسلمان مارے جاچکے ہیں، اگر اِس میں شام ، مصر ، لیبیا، تیونس اور کشمیر وغیرہ کو شامل کرلیا جائے تو مقتولین کی تعداد ۵ ملین (۵۰ لاکھ) سے تجاوز کر جائے گی
- ان عالم گیر جنگوں کا مقصد توسیع سلطنت، حصول اقتدار ، خود غرضی اور اجتماعی ضد اور عصبیت کے سوا کچھ نہیں رہا۔ ان جنگوں میں انسانی جان اور انسانی اقدار کے تحفظ کی بجائے انسانی جانوں کا عالمگیر ضیاع، تباہی، بربادی، اور انسان اقدار اور وسائل کی ناقابلِ مثال تباہی ہوئی

اسلام میں جنگ کے مقاصد اور اسلامی قوانینِ جنگ....

مزید کتب برائے مطالعہ

- الجہاد فی الاسلام - سید ابوالاعلیٰ مودودی
- رحمۃ للعالمین - قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری
- اسلام کا نظام امن - مفتی ظفیر الدین
- جہاد مزاحمت اور بغاوت -ڈاکٹر محمد مشتاق احمد
- IPPNW (International Physicians for the Prevention of Nuclear War), Causality Figures after 10 Years of the War on Terror Iraq Afghanistan Pakistan, Berlin Ottaw-March 2015. Washington DC,